یوروپ میں اشتراکیت اور روسی انقلاب

1 سماجی تبدیلی کا دور

پچھلے باب میں آپ نے آزادی اور مساوات کے ان موثر خیالات کے بارے میں پڑھا جو فرانسیسی انقلاب کے بعد پورے یوروپ پر چھا گئے۔ فرانسیسی انقلاب سماج کی تشکیل میں ڈرامائی تبدیلی لانے کے امکان کا راستہ کھولا۔ جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ اٹھارہویں صدی سے پہلے سماج موٹے طور سے طبقات اور رتبوں میں بٹا ہوا تھا اور معاشی اور سماجی طاقت پر طبقہء اشرافیہ اور چرچ کا قبضہ تھا۔ اچانک انقلاب کے بعد اس نظام میں تبدیلی لانا ممکن دکھائی دینے لگا۔ دنیا کے بیشتر حصوں میں بشمول یوروپ اور ایشیا انفرادی حقوق کے بارے میں نئے نظریات اور سماجی طاقت پر بحث شروع ہوئی۔ ہندوستان میں راجہ رام موہن رائے اور ڈیروزیو نے فرانسیسی انقلاب کی اہمیت پر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور دوسرے بہت سے لوگوں نے مابعد انقلابی یوروپ کے خیالات پر بحث کی۔ نوآبادیات کے اندر ہونے والے حالات نے سماجی تبدیلی کے ان خیالات کی تشکیل نو کی۔

تاہم، یوروپ کے اندر ہر شخص ایسا نہیں تھا جو سماج کی مکمل کایا پلٹ چاہتا تھا۔ اس ضمن میں ردعمل الگ تھا۔ ایک وہ طبقہ تھا جو کسی نہ کسی شکل میں تبدیلی کو ضروری سمجھتا تھا لیکن اس میں بتدریج تبدیلی کا حامی تھا۔ دوسرے وہ لوگ تھے جو بنیادی طور سے سماج کی دوبارہ تشکیل کرنا چاہتے تھے۔ ان میں کچھ تو قدامت پسند تھے۔ دوسرے لبرل (روشن خیال) یا ریڈیکلز (بنیاد پرست) تھے۔ اس وقت کے سیاق وسباق میں ان اصطلاحات کا حقیقت میں کیا مطلب تھا؟ وہ کون سی بات جو سیاست کے ان اجزاء کو الگ کرتی تھی اور وہ کون سی بات تھی جو ان کو آپس میں جوڑتی تھی؟ ہم کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ہر سیاق وسباق اور تمام زمانوں میں ان اصطلاحات کا مطلب ایک جیسا نہیں ہے۔

ہم مختصر طور پر انیسویں صدی کی چند اہم سیاسی روایات کا مطالعہ کریں گے اور دیکھیں گے کہ ان کے زیر اثر کیا تبدیلی رونما ہوئی۔ اس کے بعد ہم ایک ایسے تاریخی واقعہ پر نظر ڈالیں گے جس میں سماج کی بنیادی کایا پلٹ کی کوشش کی گئی تھی۔ روس میں انقلاب کے ذریعہ اشتراکیت (Socialism) کا نظریہ بیسویں صدی میں سماجی تشکیل کرنے کے لیے اہم ترین اور طاقتور نظریات میں سے ایک تھا۔

1.1 لبرل، بنیاد پرست اور قدامت پسند

سماج کے اندر تبدیلی چاہنے والے لوگوں میں سے ایک گروہ لبرلز تھا یہ وہ لوگ تھے جو تمام مذاہب کے تحت روادار تھے۔ ہم کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اس زمانے میں یوروپی ریاستیں عام طور سے مذہب

© NCERT not to be republished

کے معاملے میں جانب داری روا رکھتے تھے (برطانیہ چرچ آف انگلینڈ کا حامی تھا جب کہ آسٹریا اور اسپین کیتھولک چرچ سے وابستہ تھے) لبرلز کا گروپ خاندانی حکمرانوں کی بے روک ٹوک طاقت کا بھی مخالف تھا۔ وہ حکومت کے خلاف افراد کے حقوق کا تحفظ چاہتے تھے۔ وہ ایسی منتخبہ نمائندہ پارلیمانی حکومت کی وکالت کرتے تھے۔ایک ایسی سرکار جس کے قوانین کی ترجمانی کا کام حکمرانوں کے کنٹرول سے آزاد تربیت یافتہ عدلیہ کے ہاتھ میں ہو۔ تاہم، وہ جمہوریت کے حامی (Democrats) نہیں تھے۔ وہ ہمہ گیر بالغ رائے دہندگی یعنی ہر شہری کے لیے ووٹ دینے کے حق میں یقین نہیں کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ خاص طور سے صاحب جائیداد لوگوں کو ووٹ کا حق ہونا چاہیئے۔ وہ عورتوں کے لیے بھی ووٹ کے حق کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔

اس کے بالکل برعکس ریڈیکلز وہ لوگ تھے جو ایک ایسی قوم چاہتے تھے جس میں حکومت ملک کی آبادی کی اکثریت پر قائم ہو۔ ان میں بہت سے ایسے لوگ بھی تھے جو عورتوں کے لیے حق رائے دہندگی کے حامی تھے۔ لبرلز سے بالکل مختلف وہ بڑے بڑے زمینداروں اور دولت مند کارخانے داروں کے لیے مخصوص مراعات کے مخالف تھے۔ یہ نجی ملکیت رکھنے کے مخالف نہیں تھے۔ لیکن چند ہاتھوں میں دولت کے ارتکاز کو ناپسند کرتے تھے۔

قدامت پسند (Conservative) وہ لوگ تھے جو ریڈیکلز اور لبرلز دونوں کے مخالف تھے۔ تاہم فرانسیسی انقلاب کے بعد کنزرویٹیو لوگوں نے بھی تبدیلی کی ضرورت کو محسوس کیا۔ پہلے، اٹھارہویں صدی میں قدامت پسند عام طور سے تبدیلی کے نظریے کی مخالفت کرتے تھے۔ لیکن انیسویں صدی کے آنے تک انہوں نے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا کہ کسی نہ کسی نوعیت کی کوئی تبدیلی ناگزیر ہے لیکن ساتھ ہی ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ ماضی کا احترام لازم ہے اور تبدیلی ایک نہایت سست روی کے عمل سے لانی چاہیئے۔

ایسے اختلافی نظریات کی موجودگی میں اس سماجی اور سیاسی ہنگامے کے دوران سماجی تبدیلی کے خیالات کے درمیان ٹکراؤ ہوا جو فرانسیسی انقلاب کے بعد رونما ہوا۔ انیسویں صدی میں انقلاب اور قومی کایا پلٹ کی متعدد کوششوں نے ان تمام سیاسی حدود اور امکانات کو واضح کر دیا۔

1.2 صنعتی سماج اور سماجی تبدیلی

سیاست میں آئے یہ رجحانات آنے والے ایک نئے زمانے کا اشارہ کر رہے تھے۔ یہ ایک عظیم سماجی اور معاشی تبدیلیوں کا زمانہ تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب نئے نئے شہر وجود میں آ رہے تھے۔ صنعتی خطوں کی ترقی ہو رہی تھی، ریلوے کی توسیع ہو رہی تھی اور صنعتی انقلاب رونما ہو چکا تھا۔

صنعت کاری کے نتیجہ میں فیکٹریوں کے اندر مرد، عورتیں اور بچے یک جا ہو گئے۔ اکثر کام کے گھنٹے طویل تھے اور اجرتیں نہایت کم۔ بے روزگاری عام تھی، خاص طور سے اس وقت جب صنعتی مال کی مانگ کم ہو جاتی تھی۔ چونکہ شہر بڑی تیزی سے پھیل رہے تھے، اس لیے رہائش اور صفائی کے مسائل بڑھ

نئے الفاظ

سفریج۔ عورتوں کو ووٹ کا حق دینے کے لئے ایک تحریک

© NCERT not to be republished

شکل 1: عصری فنکار کی نظر میں انیسویں صدی کے وسط میں لندن کے غریب لوگ۔
لندن کے مزدور اور لندن کے غریب لوگ، 1861۔ ہینری مے ہیو کی نقاشی۔

رہے تھے روشن خیال اور ریڈیکلز ان مسائل کا حل تلاش کر رہے تھے۔

تقریباً تمام ہی صنعتیں انفرادی ملکیت ہوتی تھیں۔ روشن خیال اور ریڈیکلز دونوں ہی اکثر جائیداد کے مالک ہوتے تھے اور ملازم رکھتے تھے۔ تجارت یا صنعتی مہم کے ذریعہ دولت کمانے کے بعد ان کا خیال تھا کہ ایسی کوششوں کی ہمت افزائی ہونی چاہیئے۔ اس کا یہ مطلب تھا کہ اس کے منافع اسی صورت میں حاصل ہوں گے اگر معیشت کے اندر موجود مزدور صحت مند ہو اور شہری تعلیم یافتہ ہوں۔ یہ لوگ پرانے طبقہ اشرافیہ کی ان مراعات کی مخالفت پر آمادہ ہوئے جو اس کو پیدائش سے حاصل تھیں۔ اسی کے ساتھ انفرادی پیش قدمی محنت اور مہم کاروبار کی اہمیت پر ان کو بھی مکمل یقین تھا۔ ان کا خیال تھا کہ اگر افراد کی آزادی کو مستحکم بنایا جائے، اگر غریب لوگ محنت کر سکتے ہیں اور وہ لوگ جن کے پاس سرمایہ ہو بغیر کسی پابندی کے کام کر سکتے ہوں تو ان حالات میں تمام سماج ترقی کرے گا۔ انیسویں صدی کے ابتدائی حصے میں بہت سے مزدور مرد اور عورتیں جو دنیا میں تبدیلیوں کے خواہاں تھے، روشن خیال اور ریڈیکلز گروپوں کے ارد گرد جمع ہو گئے۔

چند قوم پرست روشن خیال اور ریڈیکلز ایسے تھے جو 1815 میں یوروپ کے اندر قائم حکومتوں کا اختتام کرنا چاہتے تھے۔ فرانس، اٹلی، جرمنی اور روس میں یہ انقلابی بن گئے اور اس وقت کے موجود شہنشاہوں کو اکھاڑ پھینکنے کے لیے کمر بستہ ہو گئے۔ قوم پرستوں نے ایسے انقلابوں کی بات شروع کی جو ایسی نئی قوم پیدا کریں جہاں تمام شہریوں کو مساویانہ حقوق حاصل ہوں گے۔ 1815 کے بعد گسیپے مزّینی نے جو کہ

© NCERT not to be republished

ایک اطالوی قوم پرست تھا، اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے دوسروں کے ساتھ مل کر مہم چلائی۔ یورپی دنیا کے قوم پرستوں نے بشمول ہندوستان اس کے خیالات کو پڑھا۔

1.3 یوروپ میں اشتراکیت (سوشلزم) کی آمد

سماج کا ڈھانچہ کیسا ہونا چاہیئے، اس مسئلے پر شاید سب سے زیادہ دور رس بصیرت سوشلزم کی تھی۔ انیسویں صدی کے وسطی حصے تک یوروپ میں سوشلزم کے نظریات کی ایک ایسی مشہور جماعت تھی جس نے پوری دنیا کو اپنی جانب متوجہ کیا۔

سوشلسٹ نظریے کے حامی نجی جائیدا کے مخالف تھے اور وہ اس کو ہر زمانے میں موجود تمام سماجی برائیوں کی جڑ تسلیم کرتے تھے۔ ان کا یہ اندازِ فکر کیوں تھا؟ افراد اس جائیداد کے مالک تھے جو لوگوں کو ملازمت دیتی تھی، لیکن صاحب جائیداد لوگوں کو صرف اپنے ذاتی منافع کی فکر لاحق رہتی تھی، نہ کہ ان لوگوں کی جو جائیداد کو پیداواری بناتے تھے۔ اس لیے کسی ایک فرد کی بجائے جائیداد پر بحیثیت مجموعی پورے سماج کا کنٹرول ہو تو اجتماعی سماجی مفادات پر زیادہ دھیان دیا جاسکے گا۔ اشتراکی گروہ یہی تبدیلی چاہتا تھا اور اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے مہم چلا رہا تھا۔

کوئی سماج بغیر نجی جائیداد کے کس طرح چل سکتا تھا؟ اشتراکی سماج کی بنیاد کس پر قائم ہوگی؟

مستقبل کے بارے میں اشتراکیوں کی بصیرت مختلف تھی۔ ان میں سے چند ایسے تھے جو امداد باہمی یعنی کوآپریٹیو کے نظریہ پر یقین رکھتے تھے۔ رابرٹ اووین نے (1771-1858) جو ایک معروف انگلش صنعت کار تھا، انڈیانا (یو ایس اے) میں نیو ہارمونی نام کی ایک امداد باہمی سوسائٹی بنانے کی کوشش کی۔ دوسرے اشتراکیوں کا خیال تھا کہ صرف انفرادی پیش قدمی کے ذریعہ اونچے پیمانے پر امداد باہمی سوسائٹیاں بنانا ممکن نہیں ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس سمت میں حکومتیں ایسی سوسائٹیوں کی ہمت افزائی کریں۔ مثال کے طور پر فرانس میں لوئس بلانک (1813-1882) چاہتا تھا کہ حکومت امداد باہمی سوسائٹیوں کی ہمت افزائی کرے اور سرمایہ دارانہ مہم کاروں کو ہٹائے۔ یہ امداد باہمی سوسائٹیاں عوام کی ایسی انجمنیں بنی تھیں جو مل کر اشیاء پیدا کرتیں اور ممبران کے کام کے مطابق منافع کو تقسیم کرلیتیں۔

کارل مارکس (1818-1883)، اور فریڈرک انگلیز نے ان تمام دلائل کے اندر دوسرے نظریات بھی شامل کردیے۔ مارکس نے دلیل یہ پیش کی کہ صنعتی سماج سرمایہ دارانہ تھا۔ فیکٹریوں میں لگے ہوئے سرمایہ کے مالک سرمایہ دار تھے جب کہ سرمایہ داروں کا منافع مزدور پیدا کرتے تھے۔ مزدوروں کی حالت میں سدھار اس وقت تک ممکن نہیں ہوسکتا جب تک کہ نجی سرمایہ دار منافع بٹورتے رہیں گے۔ مزدوروں کو سرمایہ دارانہ نظام اور نجی ملکیت کے اصول کو اکھاڑ پھینکنا ہوگا۔ مارکس کا یہ عقیدہ تھا کہ اپنے آپ کو سرمایہ دارانہ استحصال سے آزاد کرانے کے لیے مزدوروں کو ایک ایسے بنیادی اشتراکی سماج کی تعمیر کرنی ہوگی جہاں تمام جائیداد پر سماجی کنٹرول قائم ہو۔ یہ ایک کمیونسٹ سماج ہوگا۔ اس کو یقین تھا کہ

سرگرمی

نجی جائیداد کے سرمایہ دارانہ اور اشتراکی خیالات کے درمیان دو فرق بتائیے۔

© NCERT not to be republished

سرمایہ داروں کے ساتھ جنگ کی صورت میں مزدوروں کی فتح ناگزیر ہوگی۔ کمیونسٹ سماج مستقبل کا قدرتی سماج تھا۔

سرگرمی

تصور کیجیے کہ نجی جائیداد ختم کرنے اور اجتماعی ملکیت شروع کرنے اور اشتراکی نظریات پر بحث کرنے کے لیے آپ کے علاقے میں ایک میٹنگ بلائی گئی ہے۔ اس میٹنگ کے لیے ایک تقریر لکھیے اگر آپ ہوں

- کھیت پر کام کرنے والا ایک غریب مزدور
- ایک درمیانی سطح کا زمیندار۔
- ایک مالک مکان۔

1.4 اشتراکیت کی حمایت

1870 کے دہے تک یورپ میں اشتراکی نظریات پھیل گئے۔ اشتراکیوں نے اپنی کوششوں کے تال میل کے لیے ایک بین الاقوامی جماعت تشکیل کی جو سیکنڈ انٹرنیشنل کے نام سے مشہور ہے۔

بہتر معیار زندگی اور کام کی شرائط کی خاطر جنگ کرنے کے لیے انگلینڈ اور جرمنی میں مزدوروں نے انجمنیں بنانا شروع کر دیں۔ مصیبت اور ضرورت کے وقت اپنے ممبران کی مدد کے لیے انہوں نے باقاعدہ فنڈ جمع کیے۔ کام کے گھنٹوں میں کمی اور ووٹ دینے کے حق کا مطالبہ کیا۔ جرمنی میں ان انجمنوں نے سوشل ڈیموکریٹک پارٹی (SDP) کے ساتھ قریبی رشتہ قائم کیا اور پارلیمنٹ کی نشستیں جیتنے میں اس کی مدد کی۔ 1905 تک اشتراکیوں اور ٹریڈ یونین کے حامیوں نے برطانیہ میں لیبر پارٹی اور فرانس میں سوشلسٹ پارٹی کی تشکیل کی تاہم 1914 تک یوروپ میں حکومت بنانے میں اشتراکیوں کو کبھی کامیابی نہیں ملی۔ تاہم پارلیمانی سیاست میں ان کی مضبوط تعداد نے قانون سازی میں اہم کردار ضرور نبھایا۔ لیکن حکومت قدامت پسند، روشن خیال اور ریڈیکلز چلاتے رہے۔

شکل 2: یہ 1871 پیرس کمیون کی ایک تصویر ہے (السٹریٹیڈ لندن نیوز، 1871 سے لی گئی)۔ یہ مارچ اور مئی 1871 کے درمیان پیرس میں عوامی شورش کے ایک سین کی تصویر کشی کرتی ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب پیرس کی ٹاؤن کونسل (کمیون) پر عوام کی حکومت نے قبضہ کر لیا تھا جس میں مزدور، معمولی لوگ، پیشہ ور، سیاسی کارکن اور دوسرے لوگ شامل تھے۔ یہ شورش فرانسیسی ریاست کے خلاف بڑھتی بے اطمینانی کے پس منظر میں ابھر کر آئی تھی۔ بالآخر حکومت کے فوجی دستوں نے اس شورش کو طاقت سے کچل دیا لیکن پوری دنیا میں اشتراکی انقلاب کے پیش خیمے کی حیثیت سے اشتراکیوں نے پیرس کمیون کا جشن منایا۔ پیرس کمیون کی دوسری اہم میراثیں بھی ہیں۔ پہلی یہ کہ مزدوروں کے لال جھنڈے کے ساتھ اس کی وابستگی کیونکہ کمیونارڈون (پیرس کے انقلابیوں) نے یہی جھنڈا پھیرایا۔ دوسری، یہ کہ 1792 میں لکھا گیا ایک جنگی گانا مارسئی (Marseillaise) کمیون اور حریت کی جدوجہد کی علامت بن گیا۔

not to be republished

2 روسی انقلاب

یوروپین ممالک کے سب سے کم صنعتی بنے ممالک میں سے ایک میں صورت حال بالکل برعکس تھی۔ روس میں 1917 کے اکتوبر انقلاب کے ذریعہ اشتراکیوں نے حکومت پر قبضہ کرلیا۔ فروری 1917 میں شہنشاہیت کا زوال اور اکتوبر کے واقعات تاریخ میں عام طور سے ''روسی انقلاب'' کے نام سے مشہور ہیں۔

یہ انقلاب کس طرح رونما ہوا؟ جس وقت انقلاب آیا، روس میں سماجی اور سیاسی حالات کیا تھے؟ ان سوالات کا جواب دینے کے لیے، آیئے انقلاب سے پہلے کے چند سالوں کے حالات پر نظر ڈالتے ہیں۔

2.1 روسی سلطنت 1914 میں

1914 میں زار نکولس دوم روس اور اس کی سلطنت کا حکمران تھا۔ ماسکو کے قرب وجوار کے علاقے کے علاوہ روسی سلطنت میں موجود فن لینڈ، لاتویا، لیتھونیا، اسٹونیا اور پولینڈ، یوکرین اور بیلا روس کے کچھ حصے شامل تھے۔ اس کی سرحدیں بحرالکاہل تک پھیلی تھیں جس میں آج کی مرکزی ایشیائی ریاستیں اور جارجیا، ارمینیا اور آذربائیجان بھی شامل تھے۔ روسی آرتھوڈاکس عیسائیت اکثریتی لوگوں کا مذہب تھا جس کی پیدائش یونانی راسخ العقیدہ چرچ سے ہوئی تھی۔ لیکن سلطنت میں کیتھولک، پروٹیسٹنٹ، مسلمان اور بودھ بھی شامل تھے۔

شکل 3: ونٹر پلیس کے وہائٹ ہاؤس میں زار نکولس دوم۔ ایس۔ ٹی پیٹرس برگ 1900
ارنیسٹ لیپگارڈ نے مصوری کی

2.2 معیشت اور سماج

بیسویں صدی کی ابتدا تک روسی باشندوں کی ایک بڑی اکثریت زراعت پیشہ تھی روسی سلطنت کی کل

شکل 4: 1914 میں یوروپ: (یہ نقشہ پہلی عالمی جنگ میں شامل روسی سلطنت اور یوروپین ممالک کو دکھاتا ہے)

© NCERT not to be republished

آبادی کے 85 فیصد لوگ اپنی روزی زراعت سے کماتے تھے۔ زیادہ تر یوروپی ممالک کی بہ نسبت یہ تعداد زیادہ تھی۔ مثال کے طور پر فرانس اور جرمنی میں یہ تناسب 40 فی صد اور 50 فی صد تھا سلطنت کے اندر کاشتکار مارکیٹ کے لیے اور خود اپنی ضروریات پورا کرنے کے لیے پیداوار کرتے تھے اور روس برآمد کرنے والا ایک بڑا ملک تھا۔

شکل 5: جنگ سے پہلے سینٹ پیٹرس برگ میں بے کار کسان
بہت سے لوگوں نے خیراتی مطبخوں اور غریب خانوں کی مدد سے اپنی زندگی گزاری۔

صنعت چھوٹے چھوٹے علاقوں تک ہی محدود تھی۔ سینٹ پیٹرس برگ اور ماسکو کے خطے اہم صنعتی علاقے تھے۔ زیادہ تر پیداوار دستکار کیا کرتے تھے لیکن دست کاری کی ورک شاپوں کے ساتھ بڑی بڑی فیکٹریاں بھی موجود تھیں۔ 1890 کے دہے میں بہت سی فیکٹریاں اس وقت قائم ہوئیں جب روس کے ریلوے نظام کی توسیع ہوئی اور صنعت میں غیر ملکی سرمایہ کاری بڑھ گئی۔ کوئلے کی پیداوار دوگنی ہوگئی اور لوہے اور فولاد کی پیداوار چار گنی ہوگئی۔ 1900 کے دہے کے آنے تک فیکٹری میں کام کرنے والوں کی آبادی اور دستکاروں کی آبادی تقریباً برابر تھی۔

زیادہ تر صنعت، صنعت کاروں کی نجی جائیداد تھی۔ حکومت بڑی بڑی فیکٹریوں پر نظر رکھتی تھی تاکہ کام کے گھنٹوں کی حد کا تعین ہو اور مزدوروں کو معقول اجرت ملتی رہے۔ لیکن فیکٹری کے معائنہ کرنے والے افسران قواعد کو توڑنے سے روک نہ سکے۔ دستکاری اکائیوں اور چھوٹی چھوٹی ورکشاپوں میں فیکٹریوں کے 10 یا 12 گھنٹوں کے اوقات کے مقابلے مزدور بعض اوقات 15 گھنٹے کام کرتے تھے۔ رہائش کی جگہوں میں کمروں سے لے کر اجتماعی خواب گاہیں شامل تھیں۔

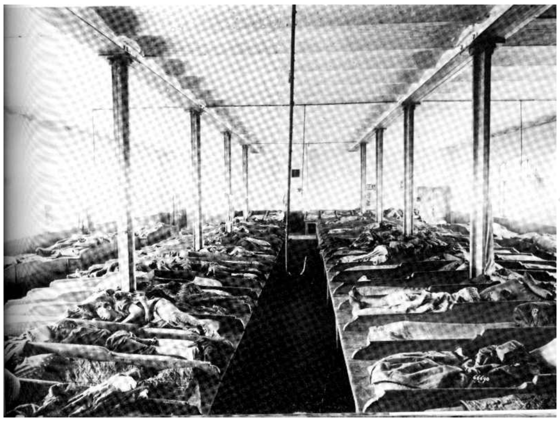

شکل 6: انقلابی روس سے پہلے تہ خانوں اور اجتماعی خواب گاہوں میں سوتے ہوئے مزدور
وہ باری باری سے سوتے تھے اور اپنے کنبے کو ساتھ نہیں رکھ سکتے تھے۔

مزدور سماجی طور پر بٹے ہوئے تھے۔ چند لوگوں کا ان گاؤں سے گہرا تعلق تھا جن سے وہ آئے تھے جب کہ دوسرے مستقل طور سے شہروں میں آباد ہوگئے تھے۔ مہارت کے معاملہ میں بھی مزدور بٹے ہوئے تھے۔ سینٹ پیٹرس برگ کے ایک دھات کے کام کرنے والے کو یاد ہے کہ اس وقت دھات کا کام کرنے والے دوسرے مزدوروں کے مقابلے خود کو اعلیٰ طبقے کا تسلیم کرتے تھے کیونکہ ان کے پیشے کے لیے زیادہ تربیت اور مہارت کی ضرورت پیش آتی تھی۔ 1914 کی مدت تک عورتیں مزدوروں کا 31 فیصد تھیں لیکن ان کو اجرتیں مردوں سے کم ملتی تھیں (مردوں سے آدھی سے لے کر تین چوتھائی تک) لباس اور اطوار سے بھی مزدوروں کے درمیان فرق کو دیکھا جاسکتا تھا۔ جنسیت کے حساب سے بھی مزدوروں میں تفریق روا تھی۔ چند کارندے ایسے بھی تھے جنہوں نے بیکاری یا مالی پریشانیوں سے نمٹنے کے لیے اپنے ممبران کی مدد کے لیے انجمنیں بنائی تھیں لیکن ایسی انجمنوں کی تعداد بہت کم تھی۔

ان تفریقوں کے باوجود جو تمام مزدور ہڑتال کے لیے متحد ہوجاتے تھے۔ جب برطرفی یا کام کی شرائط کے بارے میں مالکوں کے ساتھ اختلاف پیدا ہوتا تو ان تمام تقسیموں کے باوجود تمام مزدور ہڑتال کرنے کے لیے متحد ہوجاتے تھے۔ 1896-97 کے زمانے میں پارچہ بافی کی صنعت میں اور 1902 میں دھاتوں کی صنعت میں ایسی ہڑتالیں بار بار ہوئی تھیں۔

دیہی علاقے میں کسان زیادہ تر زمین پر کاشتکاری کرتے تھے۔ بادشاہ، طبقہء اشرافیہ اور آرتھوڈاکس

NCERT not to be republished

چرچ بڑی بڑی جائیدادوں کے مالک تھے۔مزدوروں کی طرح کسان بھی بٹے ہوئے تھے۔وہ تنگ نظر اور بے حد مذہبی بھی تھے۔لیکن چند استثناؤں کو چھوڑ کر ان کو امراء طبقے کا کوئی احترام نہ تھا۔زار کے لیے اپنی خدمات کے ذریعہ امراء کو اقتدار اور حیثیت حاصل تھی نہ کہ مقامی قبولیت سے۔ یہ صورت حال فرانس سے بالکل جداگانہ تھی جہاں برٹینی میں فرانسیسی انقلاب کے دوران کسان امراء کا احترام کرتے تھے اوران کی حمایت میں جنگ کی۔روس میں کسان چاہتے تھے کہ امراء کی زمینیں ان کو دی جائیں۔کئی بار ایسا بھی ہوا جب کسانوں نے زمین کا کرایہ ادا کرنے سے انکار کر دیا اور یہاں تک کہ ان کو قتل بھی کر ڈالا۔ جنوبی روس میں1902 کے دوران ایسے واقعات بڑے پیمانے پر ہوئے اور1905 میں ایسے واقعات پورے روس میں رونما ہوئے۔

روسی کسان، دوسرے یوروپی کسانوں سے دوسرے طور سے بھی مختلف تھے۔وہ وقتاً فو قتاً اپنی زمینوں کو مشترکہ طور سے بھی بانٹ لیتے تھے جس کا منافع آپس میں تقسیم ہوتا تھا اوران کی کمیون (میر) اس کو فیملی کی ضروریات کے مطابق تقسیم کرتی تھی۔

2.3: روس میں اشتراکیت (سوشلزم)

1914 سے پہلے روس کے اندر تمام سیاسی پارٹیاں غیر قانونی تھیں۔ان لوگوں نے جو مارکس کے خیالات سے متاثر تھے،روس میں1898 میں روسی سوشل ڈیموکریٹک ورکرس پارٹی قائم کی۔حکومت کے جبر وتشدد کی وجہ سے اس کو ایک غیر قانونی تنظیم کی حیثیت سے کام کرنا پڑا۔اس نے ایک اخبار بھی نکالا۔مزدوروں کو متحد کیا اور ہڑتالیں منظّم کیں۔

چند روسی سوشلسٹ ایسے بھی تھے جن کا خیال تھا کہ وقتاً فو قتاً زمین کو تقسیم کرنے کا روسی کسانوں کا رواج ان کو قدرتی سوشلسٹ بنا دیتا تھا۔اس لیے مزدور نہیں بلکہ کسان انقلاب کے لیے اہم قوت ہوں گے اور روس دوسرے ممالک کی بہ نسبت زیادہ تیزی سے سوشلسٹ ملک بن کر ابھرے گا۔انیسویں صدی کے آخر میں یہ سوشلسٹ دیہی علاقوں میں سرگرم تھے۔انہوں نے1900 میں سوشلسٹ انقلابی پارٹی کی تشکیل کی۔اس پارٹی نے کسانوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے جدوجہد کی اور امراء کی زمین کسانوں کو دینے کا مطالبہ کیا۔سوشل ڈیموکریٹس کسانوں کے بارے میں سوشلسٹ انقلابیوں سے اختلاف رائے رکھتے تھے لینن کا خیال تھا کہ کسان ایک متحدہ گروپ نہیں ہے۔چند ایسے کسان تھے جو غریب تھے جب کہ دوسرے مالدار۔کچھ ایسے تھے جو مزدوروں کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔جب کہ دوسرے ایسے سرمایہ دار کسان تھے جو مزدوروں کو ملازم رکھتے تھے۔ان کے اندر اس تفریق کی موجودگی دیکھتے ہوئے ایسا ہرگز ممکن نہ تھا کہ تمام ہی کسان اشتراکی تحریک کا حصہ بن سکیں۔

تنظیم کی حکمت عملی پر پارٹی بٹ گئی۔ولادیمیر لینن (جس نے بالشویک گروپ کی رہنمائی کی تھی) کا خیال تھا کہ زارشاہی روس جیسے جابرانہ سماج میں پارٹی منظّم ہونی چاہیے اور اس کے ممبران کے معیار کی تعداد پر کنٹرول ہونا چاہیے۔جب کہ دوسروں (من شوکس) کا خیال تھا کہ پارٹی کے دروازے سب کے لیے کھلے ہونے چاہئیں۔(جیسا کہ جرمنی میں تھا)

ماخذA

الیگزنڈر شلیاپ نیکوو نے جو اپنے وقت کا ایک سوشلسٹ مزدور تھا ،اپنے ان جلسوں کا بیان لکھا ہے جو منظّم کیے جاتے تھے:

فیکٹریوں اور ورکشاپوں میں انفرادی پروپگنڈا کیا جاتا تھا بحث ومباحثے کے لیے حلقے طے کیے جاتے تھے۔سرکاری مسائل سے وابستہ معاملات پر قانونی مشورے کیے جاتے تھے۔لیکن اس سرگرمی کو نہایت مہارت کے ساتھ کام کرنے والے طبقے کی آزادی کے لیے متحد کیا جاتا تھا۔موقعہ کی نزاکت کو دیکھ کر نہایت منظّم طریقے سے دوپہر کے کھانے کے وقت،شام کی چھٹی کے بعد دروازے کے سامنے صحن میں یا کئی منزلہ عمارتوں میں اور سیڑھیوں پر غیر قانونی جلسے کیے جاتے تھے۔سب سے زیادہ ''چوکنے مزدور گزرگاہ میں ایک حلقہ بناتے تھے اور پوری کی پوری بھیڑ باہر جانے کے راستے پر اکٹھا ہو جاتی تھی۔ ایک مقرر کسی مناسب مقام پر کھڑا ہوتا تھا۔ انتظامیہ فون پر پولیس سے رابطہ قائم کرتا تھا لیکن تقریر ان کے آنے سے پہلے ہی ختم ہو چکی ہوتی تھیں اور جب تک پولیس پہنچتی اہم فیصلے پہلے ہی کئے جا چکے ہوتے تھے

الیگزنڈر شلیاپ نیکوو1917 سے بالکل پہلے ''انقلابی انڈر گراونڈ کے تذکرے'' سے ماخذ

2.4 پرآشوب زمانہ: 1905 کا انقلاب

روس میں شخصی حکومت قائم تھی۔ دوسرے یوروپین حکمرانوں کے برخلاف بیسویں صدی کی شروعات تک بھی زار پارلیمنٹ کا تابع نہ تھا۔ روسی روشن خیالوں نے ان حالات کے خاتمے کے لئے مہم چلائی۔ سوشل ڈیموکریٹس اور سوشلسٹ انقلابیوں کے ساتھ مل کر آئین کے مطالبے کے لئے 1905 کے انقلاب کے دوران انہوں نے کسانوں اور مزدوروں کے ساتھ مل کر کام کیا۔ سلطنت کے اندران کو قوم پرستوں (مثال کے طور پر پولینڈ میں) اور مسلمانوں کے تسلط والے علاقے میں جدید یوں (jadiolists) کی حمایت حاصل تھی (جو اپنے ملک کے اندر جدید ی اسلام کا فروغ چاہتے تھے)۔

خاص طور سے 1904 کا سال روسی مزدوروں کے لیے بڑا خراب تھا۔ اشیائے ضروریہ کی قیمتیں اتنی تیزی سے بڑھیں کہ حقیقی اجرتیں بیس فیصد گھٹ گئیں۔ مزدور انجمنوں کی ممبرشپ ڈرامائی طور سے بڑھ گئی۔ جب 1904 میں تشکیل ہوئی روسی مزدوروں کی اسمبلی کے چار ممبران کو پیوتیلوو آئیرن ورکس سے برخاست کیا گیا تو ہڑتال کی مانگ کی گئی۔ آنے والے چند ہی دنوں میں 1,10000 سے زیادہ مزدوروں نے کام کا وقت آٹھ گھنٹے یومیہ، اجرتوں میں اضافے اور کام کے حالات میں اصلاح کا مطالبہ کرتے ہوئے سینٹ پیٹرس برگ میں ہڑتال کردی۔

جب فادر گیپان کی رہنمائی میں مزدوروں کا جلوس ونٹر پلیس پہنچا تو پولیس اور کوساکس (روسی رسالے) نے اس پر حملہ کردیا اس موقعہ پر 100 مزدور ہلاک اور 300 زخمی ہوئے۔ یہ واقعہ ''خونی اتوار'' (Bloody Sunday) کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے بعد واقعات کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ تاریخ میں 1905 کے انقلاب کے نام سے مشہور ہے۔ ملک میں ہڑتالیں ہوئیں اور جب طلباء شہری آزادیوں کی کمی کے بارے میں شکایت کرتے ہوئے اپنی کلاسوں سے باہر آئے تو یونیورسٹیاں بند ہوگئیں۔ وکلاء ڈاکٹروں انجینیر وں اور متوسط طبقے کے دوسرے مزدوروں نے یونینوں کی ایک یونین بنائی اور ایک آئین ساز اسمبلی کا مطالبہ کیا۔

1905 کے انقلاب کے اس زمانے میں زار نے ایک منتخبہ مشاورتی پارلیمنٹ یا ڈیوما (Duma) بنانے کی اجازت دیدی۔ انقلاب کے بعد تھوڑی مدت تک فیکٹری مزدوروں سے مل کر بنی ٹریڈ یونینیں اور فیکٹری کمیٹیاں بڑی تعداد میں موجود تھیں۔ اگرچہ 1905 کے بعد زیادہ تر کمیٹیاں اور یونینیں غیر سرکاری طور پر اپنا کام کرتی رہیں کیونکہ ان کو غیر قانونی قرار دیا جاچکا تھا۔ سیاسی سرگرمیوں پر بھی سخت پابندیاں عائد کردی گئیں۔ زار نے 75 دن کے اندر خود پہلی ڈیوما (Duma) کو برخاست کردیا اور تین ماہ کے اندر اندر دوسری ڈیوما کو بھی کرڈالا۔ وہ اپنے اقتدار اور شخصی حکومت کے اختیارات پر کوئی سوال اٹھتا دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے ووٹ دینے کے قوانین بدل کر رکھ دیے اور تیسری ڈیوما میں قدامت پسند سیاست داں بھر دیے۔ روشن خیالوں اور انقلابیوں کو اس سے باہر ہی رکھا گیا۔

سرگرمی

1905 میں روس کے اندر انقلابی شورشیں برپا کیوں ہوئیں؟ 1905 کے انقلاب میں مزدوروں کے اہم مطالبات کیا تھے؟

نئے الفاظ

حقیقی اجرت: نقدی اجرت کا وہ مول جو اناج اور اشیاء کی خرید سے طے ہوتا ہے۔

2.5 پہلی عالمی جنگ اور روسی سلطنت

شکل 7: پہلی عالمی جنگ کے دوران روسی فوجی

شاہی روسی فوج ''روسی اسٹیم رولر'' کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی مسلح فوج تھی۔ جب اس فوج نے اپنی وفاداری بدل کر انقلابیوں کی حمایت شروع کی تو زار کی قوت اور اقتدار لڑکھڑانے لگا۔

جرمنی، آسٹریا اور ترکی (مرکزی طاقتیں) اور فرانس، برطانیہ اور روس (بعد میں اٹلی اور رومانیہ) کے درمیان 1914 میں جنگ چھڑ گئی۔ ہر ملک کی ایک اپنی بہت بڑی (عالمی سطح پر) سلطنت تھی اور یہ جنگ یوروپ اور اس کے باہر دونوں محاذوں پر لڑی گئی۔ یہ پہلی عالمی جنگ تھی۔

ابتدا میں روس میں جنگ کافی مقبول تھی اور لوگ زار نکولس دوم کی حمایت میں آگے آئے۔ جنگ جاری رہی اور جب زار نے ڈیوما کے اندر موجود اہم پارٹیوں سے مشورہ کرنے سے انکار کر دیا تو اس کی حمایت میں کمی واقع ہوئی۔ جرمن مخالف جذبات بلندیوں کو جا پہنچے، جس کی مثال سینٹ پیٹرس برگ (جو جرمن نام تھا) کا نام بدل کر پٹروگراڈ کہا جاتا ہے۔ زارنیا الیگزنیڈرا کی جرمن اصل (نسب) اور اس کے کمزور مشیروں، خاص طور سے راس پوتن نام کے راہب نے شخصی حکومت کو غیر مقبول بنا دیا۔

پہلی عالمی جنگ میں مشرقی سرحد پر جاری لڑائی مغربی سرحد پر لڑی جانے والی جنگ سے قطعاً مختلف تھی۔ مغربی محاذ جنگ پر فوجیں مشرقی فرانس کے متوازی پھیلی خندقوں سے لڑ رہی تھیں جب کہ مشرقی محاذ پر فوجیں حرکت پذیر تو تھیں اور مورچے بھی لڑے گئے، مگر جان و مال کا بہت نقصان ہوا۔ یکے بعد دیگرے ہونے والی ہار دل دہلانے والی اور ہمت پست کرنے والی تھی۔ 1914 اور 1916 کے درمیان روسی افواج جرمنی اور آسٹریا میں بری طرح ہاریں۔ 1917 تک کی جنگ میں 70 لاکھ فوجی مارے گئے۔ جب فوج واپس لوٹی تو روسی افواج نے کھڑی فصلوں اور عمارتوں کو تباہ و برباد کر ڈالا تاکہ دشمن کسی بھی قسم کے مادی سہارے سے محروم رہے۔ فصلوں اور عمارتوں کی تباہی کے نتیجہ میں روس کے اندر 30 لاکھ مہاجر جمع ہو گئے۔ اس صورت حال سے حکومت اور زار کے وقار کو دھکا لگا جس سے دونوں کی بدنامی ہوئی۔ فوجی ایسی جنگ لڑنے کو بالکل تیار نہ تھے۔

جنگ کا صنعت پر بھی برا اثر پڑا۔ روس میں خود اپنی صنعتوں کی تعداد نہایت کم تھی اور بحیرہ بالٹک پر جرمن قبضے کی وجہ سے صنعتی اشیاء کے دوسرے ماٰخذ سے روس کٹ کر رہ گیا۔ یوروپ کی بہ نسبت روس کے اندر صنعتی ساز و سامان زیادہ تیزی سے منتشر ہوا۔ 1916 تک ریلوے لائنیں ٹوٹنا شروع ہو گئیں۔ صحت مند لوگوں کو جنگ کے لیے طلب کر لیا گیا۔ اس وجہ سے ملک میں مزدوروں کی کمی ہو گئی اور اشیائے ضروریہ پیدا کرنے والی چھوٹی چھوٹی ورک شاپس بند ہو گئیں۔ فوج کا پیٹ بھرنے کے لیے اناج کی ایک بڑی مقدار محاذ جنگ پر بھیج دی گئی۔ شہر میں رہنے والے لوگوں کے لیے روٹی اور آٹے کی قلت پیدا ہو گئی۔ 1916 کے سردی کے موسم آنے تک روٹی کی دوکانوں پر فسادات عام ہو گئے تھے۔

سرگرمی

1916 میں آپ مشرقی محاذ جنگ پر زار کی فوج کے ایک جنرل ہیں۔ آپ ماسکو میں بیٹھے حکومت کے لیے ایک رپورٹ لکھ رہے ہیں۔ اپنی رپورٹ لکھیے اور مشورہ دیجیے کہ صورت حال کو بہتر بنانے میں حکومت کو کیا کرنا چاہیے۔

© NCERT not to be republished

3 پیٹروگراڈ میں فروری انقلاب

1917 کے سردی کے موسم میں راجدھانی پیٹروگراڈ میں حالات نہایت سنجیدہ تھے۔ شہر کے لوگوں کی اندرونی تفریق شہر کی ترتیب سے بھی جھلکتی ہے۔ مزدوروں کے کوارٹر اور فیکٹریاں نیوا ندی کے دائیں کنارے پر واقع تھے۔ اس کے بائیں کنارے پر نہایت پرشکوہ علاقے تھے جہاں ونٹر پلیس اور دوسری سرکاری عمارتیں تھیں جن میں وہ محل بھی شامل تھا جہاں ڈیوما کی نشست ہوتی تھی۔ فروری 1917 میں مزدوروں کی رہائش گاہوں میں کھانے کی قلت کو بڑی سختی سے محسوس کیا گیا۔ سردیاں بڑی شدید تھیں اس سال غیر معمولی پالا اور بھاری برفباری دیکھنے میں آئی تھی۔ ممبران پارلیمینٹ جو منتخبہ حکومت کے طرفدار تھے، ڈیوما کو تحلیل کرنے کی زار کی خواہش کے مخالف تھے۔

22 فروری کو ندی کے دائیں کنارے پر واقع ایک فیکٹری میں تالا بندی ہوگئی اگلے ہی دن پچاس فیکٹریوں کے مزدورو نے اس کی حمایت میں ہڑتال کر دی۔ بہت سے مقامات پر تو عورتوں نے ہڑتالوں کی رہنمائی کی۔ اس دن کا نام ''بین الاقوامی یوم خواتین'' (International Women's Day) پڑا۔ مظاہرہ کرتے ہوئے مزدور، فیکٹری رہائش گاہوں سے گزر کر راجدھانی کے مرکز نوسکی ر سپکٹ تک جا پہنچے۔ یہ وہ مرحلہ تھا جب کوئی بھی سیاسی پارٹی پوری سرگرمی سے تحریک کو منظّم نہیں کر رہی تھی۔ جوں ہی فیشن ایبل رہائش گاہوں اور سرکاری عمارتوں کو مزدوروں نے گھیرا حکومت نے کرفیو نافذ کر دیا۔ شام تک مظاہرین تتر بتر ہوگئے لیکن 24 اور 25 فروری کو وہ واپس لوٹ آئے۔ حکومت نے مظاہرین پر نظر رکھنے کے لیے اسپ سوار فوج اور پولیس بلالی۔

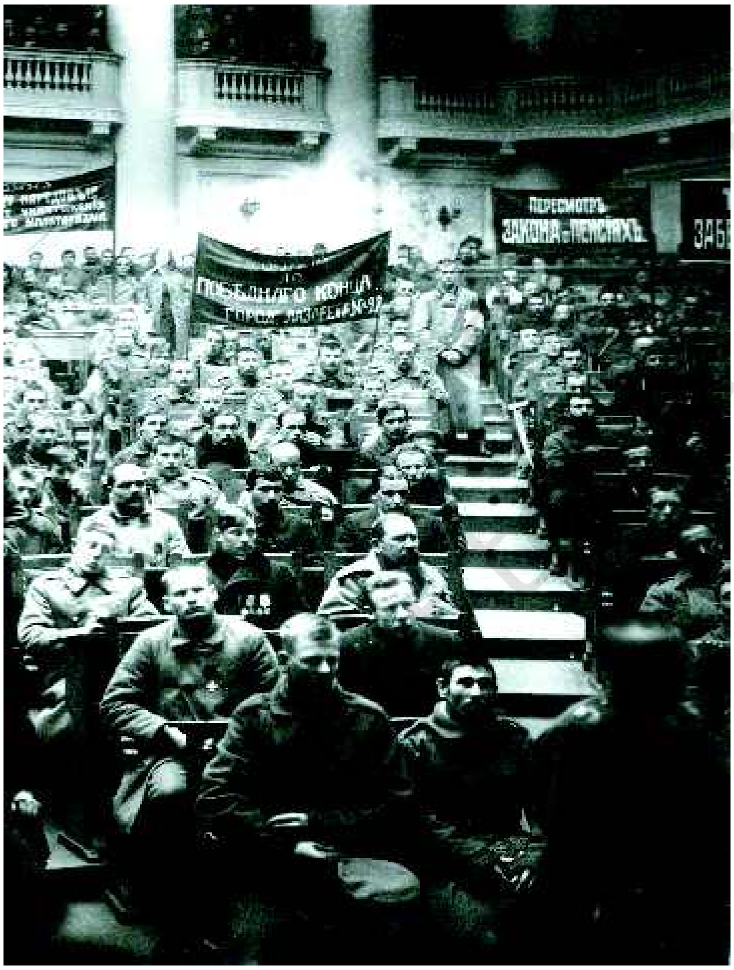

شکل 8: ڈیوما میں اجلاس کرتے ہوئے پیٹروگراڈ سوویت، فروری 1917

اتوار 25 فروری کو حکومت نے ڈیوما کو معطل کر دیا۔ اس اقدام کے خلاف سیاسی رہنماؤں نے اپنی آواز بلند کی۔ مظاہرین 26 فروری کو ندی کے بائیں کنارے پر واقع گلیوں میں پوری طاقت کے ساتھ لوٹ آئے۔ 27 فروری کو پولیس ہیڈ کوارٹر پر لوٹ مار ہوئی گلیاں لوگوں سے اٹی پڑی تھیں لوگ روٹی، اجرتوں، کام کے بہتر گھنٹوں اور جمہوریت کے بارے میں نعرے لگا رہے تھے۔ حکومت نے صورت حال پر قابو پانے کی کوشش کی اور اس مسئلہ کے حل کے لیے اسپ سوار فوج بلالی گئی۔ تاہم اسپ سوار فوج نے مظاہرین پر گولی چلانے سے انکار کر دیا۔ رجمنٹ کی بیرکوں میں ایک افسر کو گولی ماردی گئی اور تین دوسری فوجی ٹکڑیوں نے بغاوت کر دی اور ہڑتالی مزدوروں کا ساتھ دینے کا عہد کیا۔ شام تک فوجی اور ہڑتالی مزدور اسی عمارت میں جہاں ڈیوما کا اجلاس ہوتا تھا، سوویت یا کونسل بنانے کے لیے جمع ہوئے۔ یہ پیٹروگراڈ سوویت تھی۔

اگلے ہی دن ملاقات کرنے کے لیے ایک وفد زار کے پاس پہنچا۔ فوجی کمانڈروں نے اس کو تخت سے دست بردار ہونے کی صلاح دی۔ 2 مارچ کو اس نے ان کی

صلاح پر عمل کیا۔ ملک کا نظام چلانے کے لیے سوویت رہنماؤں اور ڈیوما کے رہنماؤں نے ایک عارضی حکومت (Provisional Government) بنائی اور طے پایا کہ روس کے مستقبل کا فیصلہ آئین ساز اسمبلی کو سونپا جائے جس کا چناؤ عالمگیر بالغ رائے دہندگی کے اصول پر ہو۔ پیٹروگراڈ نے اس فروری انقلاب کی رہنمائی کی تھی جس کی وجہ سے فروری 1917 میں روس کے اندر شہنشاہیت کا خاتمہ ہوا۔

باکس 1

فروری انقلاب میں عورتوں کی شمولیت

''اکثر خواتین مزدوروں نے اپنے ساتھی مرد مزدوروں کو تحریک دلائی۔ لارنز ٹیلی فون فیکٹری میں مارفا واسیلیوا نے تن تنہا ایک کامیاب ہڑتال کروائی اس صبح یوم خواتین کی تقریب میں خواتین مزدوروں نے مردوں کو سرخ کمانیں پیش کیں۔ اس وقت مارفا واسیلیوا نے جو ایک ملنگ مشین چلاتی تھی اپنے کام کو روک دیا اور بے مدت ہڑتال کا اعلان کر دیا۔ اس کے ساتھ کام کرنے والے مزدور اس کی حمایت کو تیار ہو گئے۔ فورمین نے انتظامیہ کو اطلاع دی اور اس کو ایک ڈبل روٹی بھیج دی۔ اس نے ڈبل روٹی تو قبول کر لی لیکن کام پر واپس جانے سے انکار کر دیا۔ منتظم نے اس سے پوچھا کہ اس نے کام کرنے کو انکار کیوں کیا تھا۔ اس نے جواب دیا ''میں تنہا ہی شکم سیر نہیں ہو سکتی جب کہ دوسرے بھوکے ہیں'' فیکٹری کے دوسرے حصوں سے بھی عورتیں مارفا کے اردگرد اس کی حمایت میں جمع ہو گئیں اور اس کے بعد تمام دوسری عورتوں نے بھی کام روک دیا۔ جلد ہی مردوں نے بھی اپنے اوزار چھوڑ دیے اور پوری بھیڑ گلی میں جمع ہو گئی''۔

''نامور عورتیں' (2002) چھوئی چڑ جی سے ماخوذ۔

3.1 فروری کے بعد

عارضی حکومت میں فوجیوں، زمینداروں اور صنعت کاروں کا کافی اثر تھا۔ لیکن ان میں موجود روشن خیال اور اشتراکی عناصر مستقبل میں آنے والی منتخبہ حکومت کے لیے سیاسی سرگرمیوں کی ہمت افزائی کر رہے تھے۔ عوامی جلسوں اور انجمنوں سے پابندیاں ہٹالی گئیں تھیں ہر جگہ پیٹروگراڈ سوویت جیسی سوویتیں' قائم کی گئیں۔ اگر چہ اس ضمن میں انتخاب کے کسی مشترکہ نظام پر عمل نہیں کیا جا رہا تھا۔

اپریل 1917 میں بالشویک رہنما والادمیر لینن اپنی جلاوطنی کے بعد روس واپس لوٹے۔ اس نے اور بالشویکیوں نے 1914 سے ہی جنگ کی مخالفت کی تھی۔ اس نے سوچا کہ اقتدار پر سوویتوں کے قبضہ کرنے کا یہی موقعہ ہے۔ اس نے جنگ ختم کرنے، کسانوں کو زمین منتقل کرنے اور بینکوں کو قومیانے کا اعلان کر دیا۔ یہ تین مطالبات لینن کے اپریل تھیسس (دعوے) (April Thesis) تھے۔ اس نے یہ دلیل بھی پیش کی کہ نئے Redical مقاصد کو ظاہر کرنے کے لیے بالشویک پارٹی کا نیا نام کمیونسٹ پارٹی رکھا جائے۔ شروع میں تو بالشویک پارٹی میں موجود زیادہ تر لوگ 'اپریل دعوے'' سے حیران رہ گئے۔ ان کا خیال تھا کہ ابھی اس اشتراکی انقلاب کے لیے موزوں اور مناسب وقت نہیں تھا اور عارضی حکومت کو حمایت کی ضرورت تھی۔ لیکن آنے والے مہینوں کے حالات نے ان کے انداز فکر کو بدل ڈالا۔

سرگرمی

ذریعہ A باکس 1 پر دوبارہ نظر ڈالیے۔

- مزدوروں کے مزاج میں آئی پانچ تبدیلیاں درج کیجیے۔
- خود کو ایک ایسی عورت کی جگہ پر رکھیے جس نے دونوں صورتوں کا مشاہدہ کیا ہے اور حالات میں آئی تبدیلی کا حال بیان کیجیے۔

© NCERT not to be republished